



وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا

اور ان میں پاند کو خوب جگہ کا تابنا یا ہے اور سورج کو روشن چراغ بنا یا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

نوح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت نوح کی تبلیغ:

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمٍ ...

يَقِيَّنَا هُمْ نَأْتُ نُوحًا كَمَا طَرَفَ بِهِ جَاهَكَ

أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلٍ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١)

اپنی قوم کو ؎ر اور خیردار کر دو اس سے پہلے کہ اسکے پاس دردناک عذاب آجائے۔

قالَ يَا قَوْمَ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (۲)

نوح نے کہا ہے میری قوم! میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں۔

أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ وَأَتَقْوُهُ وَأَطِيعُونَ (۳)

کتم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اسی سے ڈراؤ اور میرا کہماں تو۔

حضرت نوح نے یہ پیغام الہی اپنی امت کو پہنچا دیا اور صاف کہ دیا کہ دیکھو میں کھلے لفظوں میں تمہیں ۲ گاہ کے دیتا ہوں۔ میں صاف صاف کہرباہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسکا ذرا اور میری اطاعت لازمی چیزیں ہیں جو کام تمہارے رب نے تم پر حرام کے ہیں ان سے بچو۔ گناہ کے کاموں سے الگ تحلگ رہو جو کچھ میں کہوں جگا لو جس سے روکوں رک جاؤ۔ میری رسالت کی تصدیق کرو اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائے گا۔

يَغْفِرُ لَكُمْ مَنْ ذُنُوبُكُمْ وَيُؤْخِرُكُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمَّىٰ ...

تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک چھوڑ دے گا۔

يَغْفِرُ لَكُمْ مَنْ ذُنُوبُكُمْ ...

میں لفظ من بہاں زائد ہے۔ اثبات کے موقع پر بھی کبھی لفظ من زائد آ جاتا ہے۔ جیسے عرب کے متولے قد کان من مطر میں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ عن کے معنی میں ہو۔ بلکہ اہن جریرو تو اسی کو پسند فرمائے ہیں۔

اور یہ قول بھی ہے کہ تمہیں کے لئے ہے یعنی تمہارے کچھ گناہ معاف فرمادے گا۔ یعنی وہ گناہ جن پر سزا کی وعید ہے اور وہ بڑے بڑے گناہ ہیں۔

اگر تم نے یہ تینوں کام کے تزوہ معاف ہو جائیں گے اور جن عذابوں سے وہ تمہیں اب تمہاری ان خطاؤں اور غلط کاریوں کی وجہ سے بر باد کرنے والا ہے اس عذاب کو ٹھانے گا اور تمہاری عمر میں بڑھا دے گا۔

اس آیت سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ اطاعت الہی اور نیکی کا سلوک اور صدر حسی سے حقیقتاً عمر بڑھ جاتی ہے۔

إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخِّرُ لَوْ كُنْثُمْ تَعْلَمُونَ (۴)

ایقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ جب آ جاتا ہے تو موقوف نہیں ہوتا، کاش کہ تمہیں سمجھ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیک اعمال اس سے پہلے کر لو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جائے اس لئے کہ جب وہ آ جاتا ہے پھر نہ اسے کوئی ہٹا سکتا ہے اور نہ روک سکتا ہے۔ اس بڑے کی بڑائی نے ہر چیز کو پست کر رکھا ہے اسکی عزت و عظمت کے سامنے تمام خلوق پست ہے۔

حضرت نوح کی تبلیغ کی تفصیل:

یہاں بیان ہو رہا ہے کہ سال ہھے نو سال تک کی بھی مدت میں کس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو رشد و پداشت کی طرف بلا یا قوم نے کس طرح اعراض کیا، کیسی کیسی تکلیفیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر کو پہنچائیں اور کس طرح اپنی ضد پر اڑ گئے۔

قالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لِيُّلَا وَنَهَارًا (۵)

نوح نے کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات و دن تیری طرف بلا یا

فَلَمْ يَزْدَهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا (۶)

مگر میرے بلا نے سے یہ بھاگنے میں اور بڑھتے ہی گئے۔

حضرت نوح بطور شکایت کے جاتا باری میں عرض کرتے ہیں کہ اے رب العزت! میں نے تیرے حکم کی پوری طرح مرگری سے قبیل کی۔ تیرے فرمان عالی شان کے مطابق نہ دن کو دن سمجھا نہ رات کو رات بلکہ دھن باندھے ہو وقت انہیں راہ راست کی دعوت دیتا رہا وہ اسی حقیقی سے مجھ سے بھاگتے رہے، حق سے روگردانی کرتے رہے یہاں تک ہوا کہ میں نے ان سے کہا کہ اے رب کی بات سنو ہتا کہ رب بھی تمہیں بخشی۔ لیکن انہوں نے میرے ان الفاظ کا سنتا بھی گوارا نہ کیا، کان بند کر گئے۔
یہی حال کفار قریش کا تھا کہ کلام اللہ کو سنتا بھی پسند نہیں کرتے تھے جیسے ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْفُرْءَانِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعْنَمْ تَغْلِيْبُونَ (41:26)

کافروں نے کہا، اس قرآن کو نہ سنو اور جب یہ پڑھا جاتا ہو تو شور و غل کرو ہتا کہ تم غالب رہو۔

**وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابَعَهُمْ فِي آذِنَهُمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ
وَأَصْرَرُوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا (۷)**

میں نے جب بھی انہیں تیری بخشش کے لئے بلا یا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اڑ گئے اور سر کشی کی۔

قوم نوح نے جہاں اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالیں وہاں اپنے من بھی کپڑوں سے چھالنے تاکہ وہ پہنچانے بھی نہ جائیں اور نہ پکھنیں، اپنے کفر و شرک پر خدا کے ساتھ اڑ گئے اور اتباع حق سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اس سے بے پرواہی کی اور اسے حقیر جان کر تکبیر سے پیچھے پھیسر لی۔

ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا (۸)

پھر میں نے انہیں با ۲ واژہ بلند بلا یا۔

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَمُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا (۹)

اور بے شک میں نے ان سے علاویہ بھی کہا اور چکے چکے بھی۔

حضرت نوح فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کے مجمع میں بھی میں نے انہیں کہا تھا با آواز بلند بھی انکے کان کھول دیتے اور بسا اوقات ایک ایک کو چکے چکے بھی سمجھایا۔

غرض کرتا جتن کرنے کے یوں نہیں یوں سمجھ جائیں اور یوں نہیں تو یوں راہ راست پر آ جائیں۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَارًا (۱۰)

اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشنداو اور معافی مانگو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔

میں نے ان سے کہا کہ تم ازکم تم اپنی بدکار یوں سے توبہ ہی کر لاؤ وہ غفار ہے ہر جھنکنے والے کی طرف توجہ فرماتا ہے اور خواہ اس سے کیسے ہی بد سے بدتر اعمال سرزد ہوئے ہوں، ایک آن میں معاف فرمادیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی وہ تمہیں تمہارے استغفار کی وجہ سے طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور درود وکھ سے بچائے گا۔

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مَذْرَارًا (۱۱)

وہ تم پر آ سماں کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔

وہ تم پر خوب موسلا دار بارش بر سائے گا۔

یہ یاد رہے کہ قحط سالی کے موقع پر جب نماز استقاء کے لئے مسلمان لکھیں تو مستحب ہے کہ اس نماز میں اس سورت کو پڑھیں، اسکی ایک دلیل تو یہی آیت ہے دوسرے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کا فعل بھی یہی ہے۔

آپ سے مردی ہے کہ بارش مانگنے کے لئے جب آپ لگلے تو نمبر پر چڑھ کر آپ نے خوب استغفار کیا اور استغفار والی آیتوں کی تلاوت کی جن میں ایک آیت یہ بھی ہے۔ پھر فرمانے لگے بارش کو میں نے بارش کی تمام را ہوں سے جو آسمان میں ہیں طلب کر لیا ہے۔ یعنی وہ کام ادا کئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمایا کرتا ہے۔

وَيَمْدُدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ ...

اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا

وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا (۱۲)

اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔

حضرت نوح فرماتے ہیں کہ اے میری قوم کے لوگو! اگر تم استغفار کرو گے تو بارش کے ساتھ ہی ساتھ رزق کی برکت بھی تمہیں ملے گی، زمین و آسمان کی برکتوں سے تم مالا مال ہو جاؤ گے کہیتیاں خوب ہوں گی، جانوروں کے تھن دودھ سے پر رہیں گے مال و اولاد میں ترقی ہوگی، قسم قسم کے چالوں سے لدے پھندے باغات تمہیں نصیب ہوں گے، جنکے درمیان چو طرفہ اور بابرکت پانی کی ریل چیل ہوگی، ہر طرف نہریں اور دریا چاری ہو جائیں گے۔

اس طرح نتیجیں والا کر پھر ذرا خوف زدہ بھی کرتے ہیں۔

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا (۱۳)

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا عقیدہ نہیں رکھتے

وَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ أَطْوَارًا (۱۴)

حالانکہ اس نے تمہیں مختلف طور سے پیدا کیا ہے۔

فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے قائل نہیں ہوئے؟ اسکے علاوہ اب ہے بے باک کیوں ہو گئے ہو؟ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کن کن حالات میں کس کس لوت پھیر کے ساتھ پیدا کیا ہے؟ پہلے پائی کی بود پھر جامد خون پھر کوشت کا لوقٹا پھر اور صورت پھر اور حالت وغیرہ۔

أَلْمَ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبَعَ سَمَاءَتِ طَبَاقًا (۱۵)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر تسلی کس طرح سات آسمان پیدا کر دیئے ہیں۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (۱۶)

اور ان میں چاند کو نور بجگہ کتابناکیا ہے اور سورج کو روشن چدائیا ہے۔

اسی طرح دیکھو تو سمجھی کہ اس نے ایک پر ایک اس طرح ۲۰ سال پیدا کئے خواہ وہ صرف سننے سے ہی معلوم ہوئے ہوں یا ان وجہ سے معلوم ہوئے ہوں جو محسوس ہیں جو ستاروں کی چال اور ان کے کسوف (گہن) سے سمجھی جاسکتی ہیں جیسے کہ اس علم والوں کا بیان ہے۔

کو اس میں سمجھی سخت تر اختلاف ہے کہ کو اک چلنے پھرنے والے بڑے بڑے سات ہیں ایک ایک کو بنے فور کرو جاتا ہے۔

سب سے قریب ۲۰ سال دنیا میں تو چاند ہے جو دوسروں کو ماند کئے ہوئے ہے۔ اور دوسرے ۲۰ سال پر عطا رہتے تیرسے ۲۰ سال پر زہرہ ہے پورچھتے ۲۰ سال پر سورج ہے پانچویں ۲۰ سال میں مریخ ہے پچھے ۲۰ سال میں مشتری ہے ساتویں ۲۰ سال میں زحل ہے اور باقی کو اکب ہو ٹوہابت ہیں وہ آٹھویں ۲۰ سال میں ہیں جس کا نام یہ لوگ فلک ٹوہابت رکھتے ہیں اور ان میں سے جو شروع والے ہیں وہ اسے کری کہتے ہیں۔

اور نواس فلک اسکے نزدیک اطلس اور اشیر ہے جو کلی حرکت اسکے خیال میں اور افلک کی برکت کے غاف ہے اس لئے کہ دراصل اس کی حرکت اور حرکتوں کا مبدأ ہے وہ مغرب سے شرق کی طرف حرکت کرتا ہے اور باقی سب ۲۰ سال سے مغرب کی طرف اور ان ہی کے ساتھ ہی کو اکب بھی گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔

لیکن سیاروں کی حرکت افلک کی حرکت سے بالکل بر عکس ہے وہ سب مغرب سے شرق کی طرف حرکت کرتے ہیں اور ان میں ہر ایک اپنے ۲۰ سال کا پھیرا اپنی مقدار کے مطابق کرتا ہے۔ چاند تو ہر ماہ میں ایک بار سورج ہر سال میں ایک بار زحل ہر ہر سال میں ایک مرتبہ منت کی یہ کمی بیشی باعتبار ۲۰ سال کے لمبائی چوڑائی کے ہے ورنہ سب کی حرکت سرعت میں بالکل مناسب رکھتی ہے۔

یہ ہے خلاصہ انکی تمام ترباتوں کا جس میں ان میں آپس میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے نہ ہم اسے بیہاں بیان کرنا چاہتے ہیں نہ انکی تحقیق و تفییش سے اس وقت کوئی غرض ہے۔ مخصوصاً صرف اس قدر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سات آسمان بنائے ہیں اور وہ اور پرستے ہیں۔ پھر ان میں چند سورج پیدا کیا۔ وہ نوں کی چمک و مک اور روشنی اور اجالا الگ الگ ہے جس سے دن رات کی تمیز ہو جاتی ہے۔ پھر چاند کی مقررہ منزلیں اور بروج ہیں پھر اسکی روشنی مخفی بروضی رہتی ہے اور ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ اپنی پوری روشنی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے مبینہ اور سال معلوم ہوتے ہیں جیسے فرمان ہے:

**هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَفَرَّأَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السَّنَنِ وَالْحِسَابِ
مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۱۰:۵)**

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سورج چاند خوب روشن اور چمکدار بنائے اور چاند کی منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تمہیں سال اور حساب معلوم ہو جائیں ان کی پیدائش حق ہی کے ساتھ ہے عالموں کے سامنے قدرت الہی کے یہ نمونے الگ الگ موجود ہیں۔

وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا (۱۷)

اور تم کو زمین سے ایک خاص طریقہ سے اگایا ہے اور پیدا کیا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے اگایا۔ اس مصدر لے مضمون کو بے حد لطیف کر دیا۔

ثُمَّ يُعِدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا (۱۸)

پھر تمہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا اور اور ایک خاص طریقہ سے پھر نکالے گا۔

پھر تمہیں مارڈا نے کے بعد اسی میں لوٹا لے جائے گا پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں نکالے گا جیسے اول دفعہ پیدا کیا۔

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا (۱۹)

اور تمہارے لئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش بنادیا ہے

لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُّلًا فِي جَاجًا (۲۰)

تاکہ تم اسکی کشاورہ را ہوں میں چلو پھر وو۔

اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنادیا اور وہ بلے جلنیں اس لئے اس پر محبوب طپہار گاڑ دینے۔ اسی زمین کے کشاورہ راستوں پر تم چلتے پھرتے ہو اسی پر رہتے سبتے ہو ادھر سے اور ادھر جاتے آتے ہو۔

حضرت نوحؐ کی یہ ہے کہ عظمت الہی اور قدرت اللہ کے نمونے اپنی قوم کے سامنے رکھ کر انہیں آمادہ کر رہے ہیں کہ زمین کی برکتوں کے دینے والے ہر چیز کے پیدا کرنے والے عالی شان قدرت کے رکھنے والے را زن خالق الہی کا کیا تم

پرانا بھی جن نہیں کہ تم اسے پوچھا سکا لاحاظ رکھوا اور اسکے کہنے سے اسکے پچھے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کی راہ اختیار کرو؟ تمہیں ضرور چاہئے کہ صرف اسی کی عبادت کرو کسی اور کوئی نہ پوچھا اس جیسا اسکا شریک اسکا سا جبھی اسکا مشیل کسی کو نہ جانو۔ اسے جو رو جاتے ہے، نہیں پوتا ہے وزیر و مشیر سے عدیل و نظیر سے پاک مانوا سی کو بلند ہو بالا اور عظیم و اعلیٰ جانو۔

قوم نوح کی روشن:

قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَأَثْبَعُوا مَنْ لَمْ يَزْدِهِ مَالُهُ وَوَلْدُهُ إِلَّا خَسَارًا (۲۱)

نوح نے کہا اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری توانا فرمائی کی اور ایسیوں کی فرمائبرداری کی جن کے مال و اولاد نے ان کو یقیناً نقصان ہی میں بڑھایا ہے۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَارًا (۲۲)

اور ان لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا۔

حضرت نوح نے اپنی گز شہنشاہیوں کے ساتھ ہی جناب پاری میں اپنی قوم کے لوگوں کی اس روشن کو بیان کیا کہ میری پکار کو جو انکے لئے سراسر لفظ بکھش تھی، انہیوں نے کافی تک نہ لگایا، باہ اپنے مالداروں اور بے فکروں کی مان لی جوتیں۔ امر سے بالکل غافل تھے اور مال و اولاد کے پیچے مت تھے کوئی الواقع وہ مال و اولاد بھی انکے لئے سراسر و بال جان تھی، کیونکہ انکی وجہ سے وہ پھولتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو بھولتے تھے اور زیادہ نقصان میں اترتے جاتے تھے۔

وَلَدُهُ کی دوسری قرأت وَلَدُهُ بھی ہے۔ اور ان رتبیسوں نے جو مال و جاہ و اعلیٰ تھے ان سے بڑی مکاری کی۔
مکار بکار دلوں معنے میں کبیر کے ہیں، یعنی بہت بڑا۔

قیامت کے دن بھی یہ لوگ بیکی بیکیں گے کہ تباہ را کام دن رات مکاری سے ہمیں کفر و شرک کا حکم کرنا تھا اور ان بڑوں نے ان چھوٹوں سے کہا کہ اپنے ان بتوں کو جنمیں تم پوچھتے رہے ہو ہرگز نہ چھوڑتا۔

القوم نوح کے بت:

وَقَالُوا لَا تَذَرْنَ الَّهَتَكُمْ وَلَا تَذَرْنَ وَدًا وَلَا سُوَاعًا

اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے محبودوں کو نہ چھوڑتا اور نہ ودا اور سواع

وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَتَسْرًا (۲۳)

اور بغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑتا۔

صیحہ بخاری میں میں ہے کہ قوم نوح کے بتوں کو کفار عرب نے لے لیا وہ منہ الجہل میں قبیلہ کلب و د کو پوچھتے تھے۔ نہیں قبیلہ سواع کا پرستار تھا اور قبیلہ مراد پھر قبیلہ بنو نحطیف جو جرف کے رہنے والے تھے یہ شہر سبا کے پاس ہے بغوث کی پوجا کرتا تھا۔ ہم ان قبیلہ یعنی قبیلہ کا پچھاڑی تھا۔ آل ذی کلاع قبیلہ تمیر نسربت کا مانع والا تھا۔

یہ سب بت دراصل قوم نوح کے صالح بزرگ اولیاء لوگ تھے انکے انتقال کے بعد شیطان نے اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں اُنکی کوتی یادگار قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دیئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشور کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے حتیک تو اس جگہ کی پرستش نہ ہوئی۔ لیکن ان نشانات اور یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مرجانے کے بعد اور علم اخراجانے کے بعد جو لوگ آئے بوجہ جہالت کے انہوں نے باقائدہ ان جگہوں کی اور ان ناموں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔

حضرت مکرمہ حضرت شحاذ حضرت قیادہ حضرت ابن اسحاقؓ بھی یہی فرماتے ہیں۔

شک عقیدت سے شروع ہوا:

وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا (۲۴)

اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گراہ کیا اے اللہ تو ان خالموں کی گمراہی اور بڑھا۔

حضرت محمد بن قیسؓ فرماتے ہیں یہ بزرگ عابد اللہ والے اولیاء اللہ حضرت آدم اور حضرت نوح کے پچتائیں فرمان صالح لوگ تھے جنکی بیروی اور لوگ بھی کرتے تھے۔ جب یہ مرگئے تو انکے مقتندیوں نے کہا کہ اگر تم اُنکی تصویریں بنالیں تو ہمیں عبادت میں خوب دلچسپی رہے گی اور شوق عبادت ان بزرگوں کی صورت دیکھ کر بڑھتا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔

جب یہ لوگ بھی مرکھپ گئے اور انکی نسلیں آئیں تو شیطان نے انہیں یہ گھنی پالائی کہ تمہارے بڑے تو انکی پوجا پاٹ کرتے تھے اور انہی سے دعا مانگتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اب باقائدہ ان بزرگوں کی تصویریں کی پرستش شروع کر دی۔

حضرت نوحؓ کی بد دعا اور عذاب:

مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أَعْرَفُوا فَأَدْخِلُوا نَارًا ...

یہ لوگ پس سبب اپنے گناہوں کے ذمہ دینے گئے اور جہنم میں پہنچا دینے گئے

(۲۵) فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا

اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا کوتی مددگار انہوں نے نہ پایا۔

خطبائهم کی دوسری قرأت خطایاهم بھی ہے۔

فرمایا کہ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے یہ لوگ ہلاک کر دیجئے گئے۔ انکی سرکشی انکی ضد اور بہت وھری انکی مخالفت و دشمنی رسول حدا سے گزرنگی تو انہیں پانی میں ڈبو دیا گیا۔ اور یہاں سے آگ کے گڑھے میں دھکیل دیجئے گئے اور کوئی نہ کھرا ہوا جو انہیں ان عذابوں سے بچا سکتا جیسے فرمان ہے:

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ (11:43)

آن کے دن عذابِ الہی سے کوئی نہیں بچا سکتا صرف وہی مجات پائے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔

وَقَالَ رَوْحٌ رَّبُّ لَا تَدْرُ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَارًا (۲۶)

اور (حضرت) نوح نے کہا کہ اے میرے پالنے والے توروئے زمین پر کسی کا فرکور نہیں ہے والا نہ چھوڑ۔ نوح نبی عليه السلام ان بد نصیبوں کی اپنے قادر و ذو الجلال اللہ تعالیٰ کی ڈیورٹی پر اپنا متحار کر فریاد کرتے ہیں اور اس مالک سے ان پر آفت و عذاب نازل کرنے کی درخواست پیش کرتے ہیں کہ اب تو ان ناشکروں میں سے اللہ تعالیٰ ایک کو بھی زمین پر چلتا پھرتا نہ چھوڑ۔

اور یہی ہوا بھی کہ سارے کے سارے غرق آب کر دیجئے گئے یہاں تک کہ حضرت نوح کا سگا بینا جو باپ سے الگ رہا تھا وہ بھی نہ فوج سکا۔ سمجھا تو یہ تھا کہ پانی میرا کیا بگاڑے گا میں کسی بڑے پہاڑ پر چڑھ جاؤں کا۔ لیکن وہ پانی تو نہ تھا عذابِ الہی تھا وہ غضبِ الہی تھا وہ توبہ دعا نے نوح تھا اس سے بھلاکوں بچا سکتا تھا؟ پانی اسے وہاں جا لیتا ہے اور وہ اپنے باپ کے سامنے باٹھیں کرتے کرتے ڈوب مرتا ہے۔

الغرض روئے زمین کے کفر غرق کر دیجئے گئے صرف وہ بائیمان ہستیاں باقی رہیں جو حضرت نوح کے ساتھ اکی کشی میں تھیں اور بحکمِ الہی حضرت نوح نے انہیں اپنے ساتھ اپنی کشی میں سوار کر لیا تھا۔

إِنَّكُمْ تَدْرُّهُمْ يُضْلِلُوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَارًا (۲۷)

اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو یقیناً یہ تیرے بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور انکے ہاں جو بال بچے ہوں گے وہ بھی بدکار ناشکرے ہوں گے۔

چونکہ حضرت نوح کو ختنہ اور دریہ نہ تجربہ ہو چکا تھا اس نے اپنی نا امیدی کو ظاہر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے اللہ میری چاہت ہے کہ ان تمام کفار کو بر باد کر دیا جائے ان میں سے جو بھی باقی تھا رہے گا وہی دوسروں کی گمراہی کا باعث بننے کا اور جو نسل اسکی پھیلی گی وہ بھی اسی جیسی بدکار اور کافر دل ہوگی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالدَّيِّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمَنَاتِ ...

اے میرے پروردگار تو بھئے اور میرے ماں باپ اور جو بھی ایماندار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور کل ایماندار عورتوں کو بخش دے

ساتھ ہی اپنے لئے بخشش طلب کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب امجھے بخش، میرے والدین کو بخش اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں آجائے اور جو بھی وہ با ایمان۔

گھر سے مراد مسجد بھی لی گئی ہے، لیکن عام مراد یہی ہے۔

چھرا پتی دعا کو عام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمام ایماندار مردوں اور عورتوں کو بھی بخش خواہ زندہ ہوں خواہ مردہ۔

اسی لئے منتخب ہے کہ ہر شخص اپنی دعائیں دوسرے مومنوں کو بھی شامل رکھتا کہ حضرت نوح کی اقتدا بھی ہوا اور ان احادیث پر بھی عمل ہو جائے جو اس بارے میں ہیں اور وہ دعا کیں بھی آجائیں جو مقول ہیں۔

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارَأً (۲۸)

اور کافروں کو سوائے ہلاکت کے اور کسی بات میں نہ بڑھا۔

چھروغا کے خاتمے پر کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ ان کافروں کو توباتی و بر بادی ہلاکت اور لقchan میں ہی بڑھاتا رہ دنیا و آخرت میں وہ بر بادی رہیں۔

